دعا ومرادِ نبیؐ، شہید مسجد نبویؐ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

تحریر: غلام سرور قریشی ریٹائرڈ ٹیچر عباس پورہ جہلم

فاروق اعظمؓ اسلام کا عظیم سرمایہ شہادت ہے۔ شجرِ اسلام کی بیخ و بن میں رسول اللہ ﷺ، آپؐ کے خاندان، آپؐ کے عظیم صحابہؓ کا خون موجزن ہے اور ہر دور میں آپؐ کی امت اس درخت کی ہریالی اور بہار آفرینی کو برقرار رکھنے کیلئے اسے اپنے خون سے سینچتی رہی ہے اور رہے گی۔ اسلام کے تین خلفائے راشدینؓ نے شہادت کا شرف پایا۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے شہادت کے ساتھ یہ فقید المثال امتیاز بھی پایا کہ عرش کے نیچے فرش پر سب سے متبرک و محترم مقام مسجد نبوی کے اندر، مصلائے نبی پر، دنیا کی بہترین حالت...... حالت نماز میں سفرِ شہادت کا آغاز کیا۔ یہ اعزاز سیدنا عثمانؓ کو بھی ملا مگر گھر کے اندر اور یہی اکرام سیدنا علیؓ کے حصے آیا مگر کوفہ کی جامع مسجد میں!

ہم نے سیدنا عمر فاروقؓ کو مرادِ نبیؐ لکھا ہے پر ہم پہ مزید غور کر کے یہ کھلا کہ دعائے نبیؐ عمر اور ابوجہل میں سے کسی ایک کے قبولِ اسلام کے واسطے تھی۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے دو میں سے کسی ایک کا انتخاب اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا تھا اور اس ذاتِ رحیم و کریم نے عمر کو منتخب کیا تھا...... لہٰذا ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ دعائے نبیؐ کو جب رضائے ربانی کا توافق حاصل ہوا تو عمرؓ، دعائے نبیؐ، مرادِ نبیؐ، رضائے ربی اور انتخاب الٰہی ہو کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ واقعہ اسلام کیلئے کتنی بڑی تقویت کا باعث تھا۔ خانۂ ارقم سے نکل کر قافلۂ اسلام خانہ کعبہ کی طرف تکبیر کے ترانے گاتا رواں ہوا تو حضور ﷺ کی زبانِ وحی ترجمان سے ایک کلمہ نکلا جو ایک خطاب، ایک لقب، ایک اعزاز بن کر عمرؓ کو تاریخ اسلام میں فاروقِ اعظمؓ کے درجہ پر فائز کر گیا۔ خطاب کا بیٹا، ابوجہل کی مجلس سے اٹھ کر صحبتِ محمدی ﷺ میں آیا تو دربارِ رسالت اور بارگاہِ محمدیتؐ میں یہ مکرمت پائی کہ قرآن موافقاتِ عمرؓ سے بھر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ کا ایسا تزکیہ کر دیا تھا کہ دل عمرؓ ایک ایسا شیشۂ صیقل بن گیا کہ اس میں نظر آنے والا ہر خیال سروش وحدت کا آوازہ بن گیا تھا۔ اُسارائے بدر کی قسمت کا فیصلہ، عمرؓ کی رائے کے الٹ اور ابوبکرؓ کی رائے کے مطابق کیا گیا تو آسمان سے فیصلہ عمرؓ کی رائے کے حق میں اترا۔ مقام ابراہیمؑ پر نفل ادا کرنے کی خواہش دل فاروقؓ میں اٹھی۔ نبی ﷺ سے اجازت چاہی مگر آقا نے سکوت فرمایا۔ کہ

آسمان سے ایسی اجازت نہ آئی تھی۔ دلِ عمرؓ میں مچلتی یہ خواہش، ربِ کعبہ کو اتنی بھائی کہ ﴿واتخذوا من مقامِ ابراهيم مصلى﴾ میں ڈھل کر جزوِ قرآن ہوگئی۔ امہات المومنینؓ کیلئے پردہ کو پسند فرمایا۔ انہوں نے عمرؓ کی اس تجویز کو جسارت کہہ کر حضور ﷺ سے شکایت کی، قرآن ان کے گھروں میں اترتا ہے اور عمرؓ کو فیصلے کرنے کا حق کس نے دیا ہے تو جواب میں ﴿وقرن في بيوتكن......الخ﴾ قرآن سنا۔ اور عمرؓ کی تجویز پر ربِ کعبہ نے انہیں اور جملہ اہل اسلام کی مستورات کو پردہ کا پابند کر کے حریم خانہ تک محدود کر دیا۔ شراب کی حرمت کے واسطے عمرؓ کی تمنا پر اس وقت تک قرآن اترتا رہا جب تک دلِ عمرؓ مطمئن نہ ہوگیا اور حضور ﷺ نے آخری حکم ﴿انما الخمر و الميسر و الأنصاب..........الخ﴾ کے نزول پر عمرؓ کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تمنا پوری کر دی اور شراب مطلقاً حرام کر دی ہے۔ ......حیاتِ عمرؓ کے چند دیگر پہلوؤں کی طرف اب توجہ دیتا ہوں۔

میں سب سے پہلے ایک غلط اور بے سروپا روایت کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ سیدنا عمر فاروقؓ کا کوئی بیٹا ایسا نہ تھا جس سے شراب خوری یا بدکاری کا صدور ہوا ہو اور جس پر آپ نے حد جاری کی ہو اور وہ دورانِ اجرائے حد مر گیا ہو اور اسی نے بقیہ درے اس کی لاش پر لگائے ہوں۔ یہ سراسر دجل ہے۔ یہ کسی شیطانی دماغ کی ایجاد ہے اور اسے اس طریقہ سے تیار کیا گیا ہے کہ اہل اسلام اہل سازش کو نہ سمجھیں اور اسے عدلِ فاروقیؓ کا ایک واقعہ جان کر قبول کر لیں اور اپنی تحریروں اور تقریروں میں بیان کرنے لگ جائیں اور جب یہ ہو جائے تو پھر ان کو طعنہ دیا جائے کہ جس عمرؓ کے اپنے گھر میں اسلام کا یہ حال ہو، اس کے دورِ خلافت میں اسلام اور اسلامی حیات کو کیونکر اقبال وعروج حاصل ہوسکتا تھا۔ میں نے تابمقدور اس کی تحقیق کی ہے اور اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ سراسر بے بنیاد ہے اور کسی غلط حوالے سے ازالۃ الخفا میں مرقوم ہوگیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں اسلامی ریاست قائم کی تو اس کے خدوخال غیر واضح تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ ریاست کا دستور ضرورت کے مطابق نازل ہوتا تھا جس قدر احکام نازل ہوجاتے آپؐ ان کے مطابق ریاست کے نقوش واضح فرماتے جاتے۔ مگر ان احکام کے نفاذ کیلئے کوئی سٹیٹ مشینری قائم نہ فرماتے۔ اسلامی حدود کے اجرا کیلئے کوئی سرکاری عملہ یا محکمہ موجود نہ تھا۔ آپ خود شہادت سنتے یا حلف لیتے اور ملزم یا مدعی کا بیان سنتے اور فیصلہ فرما دیتے۔ اسی طرح مختلف علاقوں کے والی مساجد میں ہی یہ کام اسی سادہ طریق پر سرانجام دیتے۔ زکوٰۃ کی وصولی

کیلئے اصحاب کو ہی بھیجتے اور جمع ہونے والے اموال اور اجناس کو حقداروں میں تقسیم فرما دیتے۔ بیت المال کے اونٹ چراگاہوں میں چرتے رہتے۔ غنائم بھی بعد از جنگ مسجد نبوی میں ہی تقسیم کر دی جاتیں۔ گویا بیت المال کوئی باقاعدہ محکمہ خزانہ نہ تھا۔ سیدنا ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اپنی حکومت علیٰ منہاجِ نبوت ہی قائم رکھی اور پھر آپؓ پر مسائل بارش بن کر ٹوٹ پڑے۔ آپ انہی سے نپٹتے رہے اور جہاد ہی ریاست کی اولین ذمہ داری رہا اس لئے آپ کو بھی ریاستی محکمے قائم کرنے کی فرصت ہی نہ ملی۔ بہرحال عدلیہ کے قیام کی طرف ضروری توجہ مبذول رہی اور مسلم عوام کو انصاف میسر رہا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ خلیفہ ہوئے تو جہاد ہی آپ کو بھی ورثے میں ملا۔ آپ کو گیارہ سال کا طویل دورِ خلافت ملا اور آپ نے اسلامی ریاست کے بنیادی ادارے قائم کر کے، اس کا ابتدائی ڈھانچہ نمایاں کیا۔ اسلامی فوج قائم کی۔ پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ عدلیہ قائم کی۔ قاضی مقرر کئے۔ حیاتِ انسانی کے تمام شعوب کا ایک نظم استوار کیا اور ریاستی امور اور اسلامی احکام کے نفاذ کیلئے باقاعدہ محکمے قائم کئے۔ گویا ہر وہ ستون کھڑا کیا جس پر اسلامی ریاست کی چھت کھڑی ہو سکتی تھی۔ فاروقی دور کی جہادی فتوحات اتنی زیادہ ہیں کہ قاری کی نظر ان سے ہٹ کر فاروقی انتظامیہ کی طرف جاتی ہی نہیں ہے۔ بھلا قاری دورِ فاروقی کی ۲۲ لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی اسلامی فتوحات کے سحر سے نکل سکتا تھا؟ نہیں! میں نے تا بمقدور عہد فاروقی کی انتظامیہ کو پڑھا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں اور مجھ سے پہلے سینکڑوں نہیں ہزاروں ماہرینِ تاریخ نے اس کا جائزہ لیا ہے اور اس میں شرق و غرب کے مؤرخین شامل ہیں۔ میں نے ان کی آرا کا مطالعہ کیا ہے اور میں اس نتیجے میں پہنچا ہوں کہ انسان تو درکنار، دورِ فاروقی میں واقعی کوئی کتا بھی دجلہ کے کنارے پیاسا نہ مرا ہوگا۔ حکمرانوں کی بڑی صفت ان کی بیدار مغزی ہے مگر عمرؓ کی بیدار مغزی میں ان کی شب بیداری اور احساسِ ذمہ داری کو شامل کر کے دیکھیں تو تاریخ کا یہ فیصلہ برحق نظر آتا ہے کہ اگر اسلام کو عمرؓ جیسا ایک اور حکمران مل جاتا تو روئے زمین پر سوائے اسلام کے کوئی دوسرا دین باقی نہ ہوتا۔ سیدنا عثمانؓ کی فتوحات نے دورِ فاروقی کی کامیابیوں میں بیش بہا اضافے کئے کیونکہ ان کے حصے میں فاروقی دور کا ایک مضبوط انتظامی ڈھانچہ آیا تھا۔ ان کے سامنے ایک شاہراہ کھلی تھی جس میں قدم قدم پر رسول اللہ ﷺ، ابو بکر صدیق ؓ اور فاروقِ اعظمؓ کے نشانِ راہ موجود تھے۔ اسلامی فتوحات، خلفائے اسلام کی سختی یا نرمی کی مرہون منت نہ تھیں۔ سیدنا ابو بکرؓ اور عثمان غنیؓ طبعاً نرم مزاج تھے۔ عمرؓ اسلام کے حق میں متشدد تھے۔ لیکن اگر تاریخ خلافت کا بے لاگ مطالعہ کیا جائے تو قاری یہ رائے اختیار کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں پاتا کہ عثمانؓ اپنی نرم خوئی اور پیرانہ سالی

اوراس کی دعوت کی صداقت کی مرہون منت تھی نہ کہ خلفائے اسلام یا مجاہدین اسلام کی کسی نرمی یا سختی کی!

تاریخ، انسانیت کا مشترکہ ورثہ ہے۔ ایک سے ایک بڑا منتظم، ایک سے ایک بیدار مغز حکمران، ایک سے ایک بڑا کشور کشا تاریخ میں دفن ہے۔ مؤرخین نے ان تمام شخصیات اوران کے طرزِ حکومت کے تنقیدی جائزے پیش کئے ہیں اور کسی کو بھی مثالی حکمران یا مثالی منتظم قرار نہیں دیا ہے یہ شرف اور یہ اعزاز صرف عمر فاروق ؓ کو حاصل ہوا ہے کہ انہیں غیر مسلم مؤرخین نے بھی بلند پایہ منتظم تسلیم کیا ہے اور دنیا کے حکمرانوں کیلئے یہ رول ماڈل کے طور پر پیش کیا ہے۔ ہمارے لئے عمرؓ کو غیر مسلموں کا یہ خراجِ تحسین، قابل قدر ہے مگر حضور اقدس ﷺ کا فرمان: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا مگر میں خاتم النبیینؐ ہوں''۔ آسمان سے سیدنا عمر فاروق ؓ کی عظمت پر سند ہے۔

حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ کو حضور اقدس ﷺ سے دامادی کا تعلق ہے اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کو مصاہرت کا۔ یوں یہ چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلوتِ خانہ نبوت میں باریاب تھے۔

اسلام کا یہ مایہ ناز سپوت، دعائے نبی، مرادِ نبی، رضائے ربی اور انتخابِ الٰہی، خلیفہ ثانی اور تاریخ اسلام اور تاریخ عالم کا لاثانی منتظم یکم محرم ۲۴ ہجری کو ایک شقی القلب عجمی غلام ابولؤلؤ فیروز کے زہر بجھے خنجر سے زخم کھا کر شہید ہوا اور حجرۂ عائشہ میں اپنے صاحب سیدنا و مولانا محمد ﷺ کے قدموں میں دفن ہوا یہ ایک ایسی سعادت ہے جو اس کے بعد قیامت تک کسی انسان کے حصہ میں نہیں آسکتی۔ فرمان پیغمبرؐ ہے: ''میرے دو وزیر جبریلؑ اور میکائیلؑ آسمان پر ہیں اور دو وزیر ابوبکرؓ و عمرؓ دنیا میں ہیں'' اسی فرمان کے بموجب سیدِ دوعالم ﷺ اپنے دو وزراء کے ساتھ ریاض الجنۃ میں استراحت فرما ہیں اور میدانِ حشر میں قبر کے یہی دو اصحاب آپ ﷺ کے دائیں بائیں ہوں گے۔

رضاء الرحمٰن قریشی اور شہزاد الرحمٰن قریشی برادران (گھڑی ساز) کو صدمہ

رضاء الرحمٰن قریشی کے بھائی اور شہزاد الرحمٰن قریشی، عدنان الرحمٰن قریشی، جنید الرحمٰن قریشی وحسام الرحمٰن قریشی کے والد حفیظ الرحمٰن قریشی (ٹائم سپاٹ والے) مورخہ 4 جنوری بروز اتوار وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور بڑے ہی بااخلاق وملنسار انسان تھے۔ مرحوم خدمت خلق کا بڑا جذبہ رکھتے تھے۔ شوگر، گردے میں پتھری وغیرہ کا علاج فری کیا کرتے تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ رئیس الجامعہ نے پڑھائی۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل کو صدمہ

شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل کے ماموں زاد بھائی حکیم محمد اسلم مورخہ 8 جنوری بروز جمعرات نارنگ منڈی میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی نماز جنازہ مولانا محمد اکرم جمیل نے پڑھائی۔ جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ نے مولانا سے تعزیت کی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

دعائے صحت

گزشتہ دنوں مولانا سید الطاف الرحمٰن شاہ گجرات سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے شدید زخمی ہوگئے۔ کچھ دن ہسپتال میں داخل رہنے کے بعد اب گھر میں زیر علاج ہیں۔ قارئین سے مولانا کی صحتِ کاملہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔